الحمد للہ

یہ رسالہ مبارکہ (جس میں نجدیہ کے مظالم کا پورا حال اور مقامات و مزارات مقدسہ ڈھانے قبریں توڑنے قبہ منارے گراتے اور اسے جائز و روا بتانے کا رد و ابطال ہے

مسمّٰی بہ

مظالم نجدیہ بر مقابر قدسیہ

جناب حکیم مولانا مولوی حشمت علی صاحب سنی حنفی قادری بریلوی

نے تالیف فرما کر برائے فائدہ عوام و نفع اہل اسلام

مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس بریلی

(آر۔ ایس لال رستوگی (پرنٹر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

مسلمانو! اگر کلمہ گو ہو تو جاگو نجدیوں کے دھوکے میں نہ آؤ ❖ مسلمانو خبردار ہو جاؤ وہابیوں کے فریب میں نہ آؤ

نجدیہ ملاعنہ کے مظالم

طائف شریف و مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کربلا جیسا خونی منظر

مسلمانو! کیا تم آگاہ نہیں ؟ اگر نہیں تو اب آگاہ ہو جاؤ کہ طائف شریف کے باشندوں پر نجدیہ ملاعنہ نے عجب عجیب ظلم و ستم کیے دو روز تک وہاں قتل عام کیا قریب بارہ سو کی جو طائف میں تھے قتل کیے جن کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہتے سُنا مشرک کہکر مار دیا۔ قاضی القضاۃ عبداللہ ابوالخیر اور مفتی عبداللہ شافعی نے ان ملاعنہ کو دیکھکر حسب عادت کلمہ پڑھا تو انھیں ھذا مشرك ھذا نصاری کہکر گولی سے مار دیا اور انکے ساتھ آٹھ آدمی اور شہید کیے شیخ عبدالقادر شیبی کلید بردار مکہ معظمہ کے بچوں کو قتل کیا اور عبداللہ میاں کھنڈوانی رئیس کا گھر لوٹا اور انھیں سر بازار قتل کیا۔ مقتولوں کو ننگا گھسیٹوا کر کوؤں اور گڑھوں میں ڈلوا دیا۔ جو کچھ جس کے پاس پایا چھین لیا۔ امان کے بہانے دروازے کھلوائے اور جب لوگ باہر آئے تو انھیں مشرک کہکر مارا اور انکے گھر کو لوٹا عورتوں کو بے پردہ کیا۔ تلاش مال میں گھر کھدوائے حتیٰ کہ عورتوں تک کی تلاشی لی اور لوٹے ہوئے مال میں سے اس قرن الشیطان ابن السعود بے ایمان نے خمس لیا گویا مال مسلمین کو مال غنیمت سمجھا وہاں کے مقامات متبرکہ کو توڑا قبروں کو کھود کر برابر کیا۔

مسلمانو! کیا تمھیں خبر نہیں؟ اگر نہیں تو اب خبردار ہو جاؤ کہ مکہ معظمہ میں
اس قرن الشیطان ابن السعود بے ایمان اور اسکی ذریت نے تمام مقامات معظمہ و
مزارات متبرکہ کو بیحرمت کیا۔ حضرت خدیجہ و میمونہ زوجات آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم اور حضرت آمنہ والدہ حضور اور حضرت عبداللہ ابن عمر و عبداللہ ابن عباس
و عبدالرحمٰن ابن ابی بکر وغیرہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے مزارات اور انکے
قبے و تعویذات اور جنت المعلی کے تمام مزارات کو اور حضرت عبدالمطلب و ابو طالب
وغیرہ بنو ہاشم کی قبروں کو توڑ پھوڑ کر برباد کیا کسی کا نام و نشان باقی نہ رکھا مسجد
جن مسجد بلال مسجد جبل ابو قبیس مسجد کوثر مقام شق قمر مقام شرح صدر حضور مقام
ولادت حضور مقام ولادت ابوبکر غار مرسلات وغیرہ مقامات متبرکہ اور
انکی مساجد کو بے نشان کیا ان کے مناروں قبوں کو توڑ پھوڑ کر نیسلام کیا۔
سنگ اسود اٹھانے مقام ابراہیم مٹانے منارہائے حرم محترم ڈھانے کا بھی
قصد تھا کہ ان ملاعنہ کے نزدیک یہ سب بدعت و حرام ہیں چاہ زمزم کے
پاس استنجا کرتے حرم میں پیشاب پھرتے ہیں صفا مروہ وغیرہ مقامات مقدسہ
و مزارات متبرکہ کی جگہ عام طور سے عمداً پاخانہ پیشاب کرتے نجاست ڈالتے ہیں
کہ انکے قاضی کا یہی فتویٰ ہے دلائل الخیرات پڑھنے والے۔ الصلوٰۃ علی النبی
یارسول حیات النبی کہنے والے۔ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ملانیوالے
فاتحہ پڑھنے والے تسبیح ہاتھ میں رکھنے والے کو کافر و مشرک و بدعتی کہتے اور
بری طرح مارتے لوٹتے ہیں۔ حقہ۔ سگرٹ پینا زنا سے بدتر سمجھتے ہیں پینے والے
کو مارتے ہیں۔ دلائل الخیرات جس کے پاس دیکھتے ہیں چھینکر پھاڑ کر پھینکدیتے
اور پیروں سے روندھتے ہیں کوئی شخص علانیہ ان باتوں کو مکہ میں نہیں کرسکتا ہے
حرم محترم میں جوتہ پہنے جاتے اور طواف کرتے ہیں۔ ایام حج میں مسجد نمرہ میں نماز
ظہر و عصر ملاکر نہ پڑھنے دی مسجد نمرہ و جبل عرفات پر جو خطبہ ہوتا تھا نہ ہونے دیا
مسجد خیف میں نماز جمعہ نہ پڑھنے دی۔ تمام اہل مکہ و مدینہ کو کافر و مشرک کہتے ہیں

ان کا کلمہ صرف لا الہ الا اللہ مالک یوم الدین ہے وہ صرف فرض پڑھتے ہیں سنتوں سے غرض مطلب نہیں رکھتے اپنے مردوں کو غسل وکفن نہیں دیتے ان پر نماز نہیں پڑھتے ایک گڑھا کھود کر اسی کے کپڑوں میں دابکر برابر کر دیتے ہیں۔

مسلمانو! کیا تمھیں معلوم نہیں؟ اگر معلوم نہیں تو اب جانو اور معلوم کرو کہ نجدیہ ملاعنہ نے دیارِ محبوب پر گولہ باری کی جس سے تمھارے پیارے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے گنبد اقدس کو صدمہ پہنچا اور مزار سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیا۔ موذن مسجد نبوی کے گولی ماری جس کے باعث وہ اذان چھوڑ کر نیچے اتر پڑا دیار حبیب کے باشندوں مدینہ طیبہ کے رہنے والوں۔ روضۂ انور کے خادموں کا محاصرہ کیا۔ ان تک غلہ وغیرہ نہ پہنچنے دیا انکے ذریعۂ خورد ونوش کھجور کے درختوں پر قبضہ کیا۔ انھیں فاقہ مارا ان کے بچوں کو بھوکا تڑپایا جس کی متواتر خبریں تم تک آئیں بلکہ خود اہل مدینہ نے مجبور وناچار نجدیہ ملاعنہ کے پنجے میں گرفتار ہو کر بلا واسطہ بذریعۂ تار تم سے فریاد کی تمھیں اپنی بیکسی وبے بسی کی خبر کی جسے سنکر اہل ایمان کے دل ہل گئے کلیجے دہل گئے اور فوراً جابجا شہروں قصبوں قریوں میں بچین وبے قرار جمع ہو کر بارگاہ بیکس پناہ رب العباد میں نہایت عجز وانکساری وآہ وزاری کے ساتھ دیار محبوب کے باشندوں سے یہ بلا دفع ہونے کی دعا کی اور بہت سی جگہ مالی مدد پہنچانے کی تدابیر کی گئیں وفد جانے کی تیاری کی گئی۔

مگر افسوس صد افسوس تم میں بہتوں نے ان نجدیہ ملاعنہ کے ہندی ایجنٹوں خلافتی لیڈروں ہندوستانی وہابیوں کے کہنے میں آکر انھیں جھوٹا سمجھا ان میں شک شبہ کیا۔ انکی فریاد کی کچھ پرواہ نہ کی ان کی پکار کی طرف کچھ توجہ نہ کی انکے حال زار کی خبر بھی نہ لی یہ خیال نہ کیا کہ اپنے اپنوں کے عیبوں کو چھپاتے بلکہ انھیں ہنر کر دکھاتے ہیں اور نمکخوار حق نمک ادا کیا کرتے ہیں ہمیشہ جس کا نمک کھاتے ہیں

اُسی کی سی کہتے ہیں۔ اسیطرح نجدی ایجنٹوں خلافتی لیڈروں ہندوستانی وہابیوں نے
کیا کہ شروع ہی سے اس قرن الشیطان ابن سعود بے ایمان اور اس کے ساتھیوں
کا حق نمک[1] ادا کیا اُسی کا دَم بھرا اُسی کی سی کہی۔ اُسی کی مدح وثنا کی اُسے سلطان
اور غازی اور مجاہد اور چنیں وچناں مشہور کیا اُسکے عیبوں کو چھپایا اُس کے
مظالم پر پردہ ڈالا اور مذکورۂ بالا باتوں کو جھوٹا اور وہاں کی خبروں کو غلط قرار دیا
اور اُنکے تصدیق کنندوں کو شریفی پٹھو تنخواہ یاب سرکار وغیرہ الزامات لگائے
جیساکہ واقعۂ خلافت میں حق گویوں پر اتہام لگائے تھے مگر لوگوں نے یہ
خیال نہ کیا کہ یہ سب ان لوگوں کے ہتھکنڈے ہیں جس طرح انھوں
نے خلافت کی آڑ میں اپنا پیٹ بھرنیکے لیے مسلمانوں کو بہکا کر تباہ و برباد
کیا اُنکی جائدادیں تلف کرائیں اُن کی عزتیں خاک میں ملائیں اُنکے خطاب واپس
کرائے نوکریوں سے استعفے دلائے چرخے کتائے اُنھیں ہجرت کی رائے دیکر
گھر سے بے گھر کیا گھر کا رکھا نہ گھاٹ کا۔ ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ؛ اور جس طرح اسوقت حق گو وراستباز۔ مسلمانوں کو نیک
راہ دکھا رہے تھے نیک مشورے دے رہے تھے نقصان سے بچا رہے تھے مگر
کسی نے نہ سُنا آخر کو نقصان اُٹھایا اسی طرح اب بھی حق بینوں راست پرستوں
نے ابن السعود کا نام سُنتے ہی مسلمانوں کو آگاہ کردیا تھا کہ وہ قرن الشیطان ثانی
ہے وہ اپنے مورث اعلیٰ ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان اول کے قدم
بقدم چلے گا جو اُس نے کیا تھا وہی یہ کریگا یعنی مسلمین اور قبور مسلمین کی توہین
وبے حرمتی کریگا مقامات مقدسہ و مزارات متبرکہ کو ڈھاکر برابر کریگا حتی کہ روضۂ
اطہر کی بے حرمتی میں بھی کوتاہی نہ کریگا کہ اسکا مورث اعلیٰ قرن الشیطان اول
کہتا تھا کہ اگر میں قابو پاؤنگا تو روضۂ اطہر کو بھی ڈھاؤنگا دیکھو علامہ احمد ابن علی

[1] کہ خلافتی لیڈر اور خلافت کمیٹی کے نمائندے پہلے ہی سے ابن السعود کی دعوتیں اُڑا چکے تھے اسکے
یہاں سے خلعت وانعام پاچکے تھے پھر کیسے اسکی پردہ دری کر کے نمک حرام ٹھہرتے ۱۲

مصری نے فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوہاب میں لکھتے ہیں صح انه یقول لو اقدر علی حجرة الرسول لهدمتها یعنی ابن عبدالوہاب کہتا ہے کہ اگر میرا بس چلیگا تو میں حجرۂ رسول کو بھی ڈھادونگا۔ چنانچہ جو کچھ اُس نے کیا وہ پیش نظر ہے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے وہ ریوٹرز وغیرہ کی خبر نہیں ہے جسے جھوٹا کہا جائے۔ بلکہ وہ واپس شدہ حاجیوں کے چشم دید واقعات ہیں جو لکھے گئے اور مدینہ طیبہ کے باشندوں کے بلاواسطہ تار ہیں جو بعض معتقدین ہند کے نام آئے جن کی خبر اُن کے آنے سے پہلے بعض اخبارات دے چکے تھے جس کو ہندی وہابیہ نجدی ایجنٹ غلط کہہ رہے تھے اس کے دبانے چھپانے کی کوششیں کررہے تھے جہازوں بندرگاہوں پر واپس آنیوالوں کی خوشامدیں کرتے اور کہتے کہ تم گھر جاکر کچھ نہ کہنا صحیح واقعات بیان نہ کرنا مگر انھوں نے ان کی نہ مانی اور آتے ہی افشائے راز کیا کل حال کہدیا بالآخر جب نجدیہ ملاعنہ کے مظالم طشت ازبام ہوئے اور ان کے ہندی ایجنٹوں کے چھپائے نہ چھپے تو خود اُنھیں دبی زبان سے اتنا کہنا پڑا کہ نجدیوں نے جن مقامات مقدسہ و مزارات متبرکہ کی بے حرمتی کی ہو مسجدیں منارے قبّے گرائے ہیں وہ خلاف شرع تھے ان میں مشرکانہ رسمیں ہوتی تھیں اسلیے اُنھیں توڑا گیا اور پھر گرگٹ کا سا رنگ بدلکر کہا کہ وہ مصنوعی مقامات تھے جو ڈھائے گئے۔

صاحبو! للہ ذرا بنظر انصاف پہلے ان کے یہ دو متضاد قول دیکھکر خود سچ جھوٹ کا فیصلہ کرو کہ پہلے تو ان باتوں سے قطعی انکار تھا یہ سب باتیں غلط اور جھوٹ تھیں اور اب اُنھیں کا اقرار ہے مگر بردۂ شرع کے اندر پھر اُن کا وہ شرعی پردہ اُٹھاکر دیکھو کہ اُس کے اندر کیا ہے جس کے لیے وہ ایڑی سے چوٹی تک کا زور دگا رہے ہیں اور افعال نجدیہ ملاعنہ جائز وروا بتانے کو احادیث وعبارات کتب فقہ زمیندار وغیرہ اخبارات و نیز دیگر تحریرات میں لکھکر شائع کررہے ہیں۔

پس اگر وہ شرع سے شرع نجدیہ مراد لیں تو ظاہر کہ تمھیں ان سے کیا غرض مطلب
اور انھیں تمھاری حدیثوں تمھاری کتب فقہ کی عبارتوں سے کیا علاقہ تم اور
وہ اور اسکے یہاں تمھارا قتل و غارت تمھارا مال تمھاری ایذا تمھاری توہین
تمھاری آبرو ریزی سب جائز و حلال لہذا تم اُن سے ہوشیار و خبردار رہو
نہ اُن کی بات سنو اور نہ اُن کے قول کو سچا جانو اور جو شرع سے شریعت
محمد رسول اللہ مراد ہو تو اُن سے پوچھو کہ محمد رسول اللہ کی شرع میں
کس جگہ مسجدیں ڈھانے منارے گرانے کا حکم ہی جس کی نجدیہ بلا عمنہ تیغے
تعمیل کی اس میں تو مسجدیں بنانے سنوارنے آباد رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اللہ پر ایمان لانیوالے
ہی اللہ کی مسجدیں بناتے سنوارتے آباد رکھتے ہیں جس کا مفہوم مخالف یہ کہ جو اللہ
کی مسجدیں نہیں بناتے سنوارتے انھیں غیر معمور رکھتے اور خراب و خستہ کرتے ہیں وہ
مومن باللہ ہی نہیں وقال تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا یعنی اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے
جس نے مسجدوں میں اللہ کے ذکر ہونے کو منع کیا اور ان کے خراب و خستہ
کرنیکی کوشش کی اور شرع میں کہاں محمد رسول اللہ کہنے اسے لا الہ الا اللہ کے
ساتھ ملانے کو منع فرمایا گیا ہی کہ نجدی اس سے منع کرتے ہیں کیا قرآن میں صرف
لا الہ الا اللہ ہے محمد رسول اللہ نہیں ہے کیا قرآن میں اللہ کی تصدیق کے ساتھ
محمد رسول اللہ کی تصدیق نہیں ہے؟ کیا رسول اللہ کفار کو ایمان لاتے وقت
صرف لا الہ الا اللہ کہلایا کرتے تھے محمد رسول اللہ اس کے ساتھ نہیں ملایا
کرتے تھے شرعاً تو وہ جزو ایمان ہی جو کوئی اسے جزو کلمہ نہ سمجھے لا الہ الا اللہ
کے ساتھ اسے نہ ملائے اسکی تصدیق نہ کرے وہ مسلمان صاحب ایمان ہی
نہیں کافر ہے اور شرع میں رسول اللہ پر صلاۃ و سلام عرض کرنے یا رسول
یا نبی کہنے کی کہاں ممانعت ہی جس کی بنا پر نجدیہ مسلمانوں کو اس سے منع

کرتے باز رکھتے ہیں کیا قرآن عظیم میں صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا نہیں ہے
کیا احادیث میں اسے پڑھنے کا حکم نہیں ہے کیا نماز میں درود اور[1] یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ
نہیں ہے اور شرع میں کس جگہ مسلمانوں پر خصوصاً مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ وطائف
شریف کے باشندوں پر ظلم وستم کرنا انھیں قتل وغارت کرنا ان کا مال و
اسباب لوٹنا اُن کی آبروریزی روا ہے جو نجدیہ ملاعنہ نے کی۔ اسمیں
تو صاف وصریح ان باتوں کو حرام فرمایا گیا ہے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ جس نفس کا قتل اللہ نے حرام فرمایا
ہے اُسے ناحق قتل نہ کرو وقال تعالیٰ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ
بِالْبَاطِلِ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طور سے لوٹ مار کر نہ کھاؤ
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل المسلم علی المسلم
حرام عرضہ ومالہ ودمہ ہر مسلمان پر ہر مسلمان کی آبروریزی خونریزی
اور اُس کا مال لوٹ مار کر کھانا حرام ہی وقال علیہ السلام الا لا تظلموا الا لا
یحل مال امرئ مسلم الا بطیب النفس منہ ومن انتھب نھبۃ
فلیس منا آگاہ ہو کہ ظلم نہ کرو خبردار ہو کہ بے رضامندی کسی مسلمان کا مال
نہ لو اور جس نے کسی مسلمان کا مال اسباب لوٹا وہ مجھ سے نہیں ہے اور شرع
میں کہاں آیا ہی کہ قبور مسلمین پر بیٹھو اُٹھو چلو پھرو پاخانہ پیشاب کرو انھیں
توڑ پھوڑ کر برابر وبے نشان کرو جیسا کہ نجدیہ ملاعنہ نے کیا اور تم نے اُسکی
تائید وتقریر کی اُسے جائز وروا ٹھہرایا شرع میں تو ان باتوں کو صراحۃً ممنوع
وحرام فرمایا گیا ہے کہ ان میں ایذا وتوہین اموات وقبور مسلمین ہے اور وہ شرعاً
حرام دیکھو حاکم وطبرانی عمارۃ ابن حزم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی

---

[1] ممکن ہی کہ نجدیہ نماز میں درود نہ پڑھتے ہوں اور التحیات میں یاایھا النبی بدل دیا ہو جیسا
کہ ہندی وہابیہ نے درود تاج ودرود تنجینا کے الفاظ بدل ڈالے ۱۲

کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھا دیکھکر فرمایا
یاصاحب القبر انزل من القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک
او قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اُتر صاحب قبر کو ایذا نہ دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ انھیں سے راوی کہ حضور نے مجھے ایک قبر سے تکیہ
لگائے دیکھکر فرمایا لا توذ صاحب ھذا القبر اس قبر والے کو تو
ایذا نہ دے دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان المیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ
فی بیتہ مُردے کو اس بات سے قبر میں ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں ایذا
ہوتی تھی ابو بکر بن ابی شیبہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے
راوی اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مسلمان کو بعد موت ایذا
دینا زندگی میں ایذا دینے کی طرح ہی سعید ابن منصور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ وہ قبروں پر چلنے سے سوال کیے گئے تو فرمایا کما
اکرہ اذی المومن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ میں جس طرح
زندگی میں مسلمان کو ایذا دینا برا سمجھتا ہوں اسی طرح بعد موت بھی اسے ایذا
دینا بُرا سمجھتا ہوں ابن مندہ قاسم ابن مخیرہ سے راوی کہ فرمایا انھوں نے لان
اطاء علی سنان رمح حتی ینفذ من قدمی احب الی من ان اطاء
علی قبر وان رجلا وطی علی قبر وان قلبہ یقظان اذ سمع صوتا
من القبر الیک عنی یا رجل لا تو ذینی بیشک مجھے نیزے کی نوک پر چلنا
یہاں تک کہ وہ میرے پاؤں میں گھس جائے زیادہ محبوب ہی قبر پر چلنے سے
اور بیشک ایک شخص قبر پر چلا تھا اور دل اُس کا بیدار تھا کہ اس نے قبر سے آواز
سُنی کہ او شخص مجھ سے ہٹ جا کسو ہو جا مجھے ایذا نہ دے ملا علی قاری رحمۃ اللہ
علیہ تحت حدیث کسر عظم المیت فرماتے ہیں قال الطیبی فیہ اشارۃ
الی ان لا یھان میتا کما لا یھان حیا قال ابن ملک

والی ان المیت یتالم ومن لازمہ انہ یستلذ بما یستلذ بہ الحی
یعنی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہی کہ میت کی توہین نہ کی جائے جیسے کہ
زندہ کی نہیں کیجاتی ہے اور میت ایذا پاتی ہے اور اسکی لوازم سے یہ ہے کہ میت راحت
وآرام پاتی ہے اُس چیز سے جس سے زندہ آدمی راحت وآرام پاتا ہی لہذا علمائے
کرام نے اسپر اتفاق فرمایا کہ اموات مسلمین کی حرمت بعد موت بھی ویسی ہی باقی
رہتی ہے جیسی زندگی میں تھی امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں فرماتے
ہیں الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم میتا کحرمتہ حیا بیشک بالاتفاق
مسلمان مُردے کی حرمت مثل اُس کی زندگی کی حرمت کے ہی. علامہ مناوی
حدیث مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں افاد ان حرمۃ المومن بعد موتہ
باقیۃ مسلمان کی حرمت بعد موت بھی باقی رہتی ہے شیخ محقق مولانا عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ازینجا مستفاد میگردد کہ میت متالم
میگردد از تمام انچہ متالم میگردد بداں حی ردالمحتار وغیرہ میں ہے المیت
یتاذی بما یتاذی بہ الحی جس بات سے زندہ آدمی ایذا پاتا ہی اس سے
مُردہ بھی ایذا پاتا ہے امام مسلم ابی مرثد الغنوی سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے لاتجلسوا علی القبور قبروں پر نہ بیٹھو امام
مسلم اور ترمذی حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی کہ نھی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقعد علی القبر وان توطأ حضور
نے قبر پر بیٹھنے اُٹھنے چلنے پھرنے پاخانہ پیشاب پھرنے کو منع فرمایا ہی مسلم
وغیرہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ فرمایا نبی صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم نے لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ
فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر بیشک آدمی کو آگ
کے انگارے پر یہاں تک بیٹھنا کہ وہ اس کے کپڑے جلا کر جلد تک پہنچے
قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہی ابن ماجہ عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے

راوی کہ فرمایا نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی ان امشی علی قبر بیشک مجھے چنگاری یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا زیادہ پسند ہی اس سے کہ میں قبر پر چلوں طبرانی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لان اطاء علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم بیشک مجھے آگ کے انگارے پر چلنا پاؤں رکھنا مسلمان کی قبر پر چلنے پاؤں رکھنے سے زیادہ پسند ہے ابن ابی شیبہ عقبہ ابن عامر سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لان اطأ علی جمرۃ او علی حد سیف حتی تخطف رجلی احب الی من ان امشی علی قبر رجل مجھے انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلنا یہانتک کہ میرے پاؤں گھائل ہوجائیں زیادہ محبوب ہی کسی شخص کی قبر پر چلنے سے ابن ابی الدنیا سلیمان ابن غفر سے راوی کہ وہ ایک قبرستان میں گزرے اور پیشاب زور کا لگا تھا تو ان سے کہا گیا کہ اگر آپ یہاں اُتر کر پیشاب پھرلیں تو اچھا ہو تو اُنھوں نے فرمایا سبحن اللہ واللہ انی لاستحی من الاموات کما استحی من الاحیاء قسم اللہ کی میں مردوں سے ایسی حیا کرتا ہوں جیسے زندوں سے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں لان فیہ استخفافا بحق اخیہ المسلم وحرمتہ فان المیت تتدرک روحہ الفعل بہ فیحس ویتاذی کما یتاذی الحی حدیث میں قبر پر بیٹھنے چلنے کی اسلیے ممانعت فرمائی گئی ہی کہ اس میں حرمت اور حق مسلم کی سُبکی و توہین ہے کہ مُردے کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہی اُس کی روح اُسے محسوس کرتی ہے اور مثل زندوں کے اُس سے ایذا پاتی ہی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں شاید کہ روح وے ناخوش میدارد و راضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن وے اہانت و استخفاف را

بوسے مُردے کی روح قبر کا تکیہ لگانے سے ناخوش و ناراض ہوتی ہو کر اس میں
اُس کی سُبکی و توہین ہے وہی تحتِ حدیث عائشہ باب زیارت قبور میں فرماتے
ہیں دریں حدیث دلیل ست واضح بر حیاتِ میت و علم وے و آنکہ واجب ست احترام
میّت نزد زیارت وے خصوصاً صالحاں و مراعات بر قدر مراتب ایشاں۔
ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں قال الطیبی فیہ
ان احترام المیت کاحترام حیا اس حدیث میں اسپر دلیل ہے کہ
احترام مُردے کا مثل احترام زندہ کے ہے۔ یونہی عامہ کتب فقہ میں مسطور بخوف
طوالت صرف دو ایک کی عبارت منقول غنیہ شرح منیہ میں ہے ویکرہ الجلوس
علی القبر ووطئہ ولو رأی طریقا وظن انہ محدث وان تحتہ قبر
کرہ المشی فیہ ویکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بلی اولم
یبل وکل مالم یعهد فی السنۃ والمعهود منها لیس الا زیارتها
والدعاء عندها قائما کما کان یفعلہ علیہ السلام فی الخروج
الی البقیع مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے وکرہ القعود علی
القبور ووطؤها بالاقدام لما فیہ من عدم الاحترام واخبرنی
شیخی العلامۃ محمد ابن احمد الحموی رحمۃ اللہ علیہ بانهم یتاذون
بخفق النعال وکرہ النوم علی القبور وقضاء الحاجۃ ای البول و
التغوط علیها بل وقریبا منها وکذا کل مالم یعهد من غیر فعل السنۃ
یعنی قبروں پر لیٹنا بیٹھنا سُونا چلنا پھرنا ان پر یا ان کے پاس پاخانہ پیشاب پھرنا
اورہر وہ بات جو ماثور و مسنون نہیں ہے ان پر کرنا ممنوع و مکروہ ہے خواہ وہ قبریں
پُرانی ہوں یا نئی کہ اس میں انکی اہانت و ہتک حرمت ہے حتے کہ اگر قبرستان
میں نیا راستہ نکلا ہو اور اس کے نیچے قبریں ہونے کا گمان ہو تو اُس میں
بھی چلنا مکروہ ہے مجھے میرے شیخ نے خبر دی کہ مُردے جُوتے کی آواز
سے ایذا پاتے ہیں اور قبرستان میں سوائے زیارتِ قبور اور انکے پاس

کھڑے ہو کر دعا کرنے کے کوئی فعل شرعاً ماثور نہیں ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قبرستانِ مدینہ میں جاکر کیا کرتے تھے غرضکہ ان نصوصِ ظاہرہ باہرہ سے
بخوبی واضح ولائح کہ مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ وطائف شریف کے باشندے اور
مساجد ومقاماتِ متبرکہ وقبورِ مسلمین خصوصاً مزاراتِ صحابہ وتابعین کے ساتھ
نجدیہ ملاعنہ نے جو افعالِ شنیعہ وحرکاتِ خبیثہ کیے وہ سب شرعاً ممنوع وناجائز
وحرام اور عرفاً مقبوح ومذموم ومردود۔ پہلے نجدی ایجنٹ اور ہندی وہابی اپنے
برادری والوں کے ان افعال کا جائز وروا ہونا ثابت کریں جو انھوں نے کیے
پھر دوسروں کے افعال سے بحث اور قبور پر قبہ منارہ وغیرہ بنانے
کی گفتگو درمیان میں لائیں۔ ان کا محض اس بنا پر کہ بناء علی القبور جائز نہیں و
خلافِ شرع بنی تھیں اس میں مشرکانہ رسمیں ہوتی تھیں قبورِ مسلمین کو توڑ پھوڑ کر
برباد وبے نشان کرنا مقاماتِ متبرکہ ومساجد اللہ کو ڈھانا جائز وروا نہ ہوگا بلکہ انھیں
اپنے اس دعوے کو بھی (کہ وہ خلافِ شرع تھیں اس میں مشرکانہ رسمیں ہوتی
تھیں) صراحۃً بدلائل ثابت کرنا پڑیگا بے ثبوت کوئی ذی عقل اسے تسلیم نہ کریگا
کہ مزاراتِ مقدسہ وقبورِ مسلمین کی زیارت کی جاتی ہے وہاں جاکر فاتحہ
پڑھی جاتی دعا مانگی جاتی ہے جس سے زندوں کو بھی نفع ہوتا ہے اور مُردوں
کو بھی ثواب پہنچتا ہے۔ اور مساجد میں نماز پڑھی جاتی ذکرِ الٰہی کیا جاتا ہے
اور مقاماتِ متبرکہ کی برکت حاصل کرنے کے لیے زیارت کی جاتی ہے اور وہاں
جاکر نوافل پڑھکر دعا کی جاتی ہے ان کے سوا اور کون سے مشرکانہ افعال وہاں
ہوتے ہیں اور کونسی خلافِ شرع قبریں اُن میں بنی ہیں کہ جس کی بنا پر انھیں
ڈھایا گیا۔ اگر افعالِ مذکورہ بزعم وہابیہ شرک ہیں تو ایسا شرک تو ہمیں ہماری
شرع نے تعلیم فرمایا ہے اور قبروں کی زیارت کرنے قبرستان میں جاکر
سلام کرنے فاتحہ درود پڑھنے دعا کرنے مساجد میں ذکرِ الٰہی کرنے نماز
پڑھنے مقاماتِ متبرکہ میں دعا کرنے نوافل پڑھنے کی اجازت دی ہے اور یہی

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی تصریح
سے کتب احادیث و فقہ گونج رہی ہیں۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیارتِ
قبور نہیں کیا کرتے تھے جنت البقیع میں جاکر سلام نہیں کیا کرتے تھے فاتحہ
نہیں پڑھا کرتے تھے دعا نہیں مانگا کرتے تھے اور صحابہ کرام کو زیارت قبور
کی اجازت اور ترغیب نہیں دیتے تھے۔ کیا عرفہ و مزدلفہ و مقام ابراہیم و طور
سینا جائے کلام موسیٰ اور بیت لحم جائے پیدائش عیسےٰ علیہم السلام وغیرہ متبرک
مقامات پر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوافل نہیں پڑھے ہیں دعائیں
کی ہے اور ان میں سے بعض مقامات پر نوافل پڑھنے دعا کرنے کا حکم نہیں
فرمایا ہے پس اگر زائرین مسلمین مقامِ ولادت حضور و مقامِ شق قمر و مقامِ
شرح صدر حضور و مقامِ ولادت ابوبکر و مقامِ ذبح اسمٰعیل اور مسجد کوثر و مسجد
جن و مسجد بلال و مسجد ابوقبیس و غار مرسلات وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارت کرتے
اور وہاں جاکر نوافل پڑھتے دعا کرتے ہیں تو کونسا محظور لازم آتا ہے اور اگر
بزعم وہابیہ ان مقامات میں مشرکانہ افعال ہوتے بھی تھے تو ان کے کرنے
والوں کو ممانعت کرنا انہیں ان افعال سے باز رکھنا لازم و واجب تھا نہ کہ
ان مقامات کو توڑ پھوڑ کر نیست و نابود کرنا کہ مقامات متبرکہ کے نیست و نابود کرنے
سے کہیں زائرین کے افعال چھوٹے جاتے ہیں وہ اس بقعۂ مبارکہ اُس زمین
شریفہ پر جاکر اپنی حسرت نکالیں گے تبرک حاصل کریں گے زمیندار وغیرہ
اخبارات و نیز دیگر تحریرات وہابیہ میں جو احادیث اور عبارات کتب فقہ
اس بارے میں شائع کی گئی ہیں وہ سب عوام کے سمجھانے اور انہیں افعالِ
نجدیہ جائز و روا و موافق شرع دکھانے کے لیے نقل کی گئی ہیں۔ ان سے
صرف قبروں پر سنگ و گچ پلاستر کرنے ان پر عمارت بنانے کی ممانعت نکلتی
ہے نہ قبور کو توڑ پھوڑ کر برباد و بے نشان کرنے مساجد ڈھانے مقامات
متبرکہ گرانے کی منجملہ احادیث منقولہ وہابیہ ایک حدیث مولا علی کرم اللہ وجہہ کی ہے

جس سے قبریں برابر کرنا مفہوم ہوتا ہی مگر وہ بھی ان کے بے سود و خلافِ مقصود ہی
کہ اس کے الفاظ "لا تدع قبرا مشرفا الا سویتہ یعنی تو کسی اٹھی ہوئی قبر کو
برابر کیے بغیر نہ چھوڑ" خود بتا رہے ہیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کو حد سے زیادہ
اونچی بنی ہوئی یا مسنم کوہان شتر کی طرح اُٹھی ہوئی قبروں کو نیچا یا ہموار و
مسطح کرنے کا حکم فرمایا گیا تھا نہ کہ عام طور سے بنی ہوئی قبروں کو اگرچہ وہ حد
شرع کے موافق ہوں توڑ پھوڑ کر سطح زمین کے برابر اور بے نشان کرنے کا حکم
دیا گیا تھا جیسا کہ نجدیہ ملاعنہ نے کیا۔ اگر عام طور سے تمام قبریں توڑ
کر سطح زمین سے برابر کرنے کا حکم ہوتا تو کوئی قبر کسی زمانہ میں روئے زمین پر
زمین سے اُٹھی ہوئی نظر نہ آتی اور قبروں کو زمین سے اونچا اُٹھا ہوا مسنم
یا مربع علی الاختلاف بنانا مسنون و مستحب نہ ٹھہرتا اور حضرت صدیق اکبر
و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بلکہ خود حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف مسنم زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی نہ بنائی جاتیں کہ تمام
صحابہ کرام بلکہ خود راوی حدیث مولا علی کرم اللہ وجہہ اُس وقت موجود تھے
بنا بر حدیث مذکورہ منع فرماتے اور ہرگز نہ بنانے دیتے اور سب اس پر عمل
کرتے کہ ان حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف عمل
میں آنا غیر معقول و ناممکن تھا۔ تو معلوم ہوا کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے آج تک بالاجماع زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی نمایاں قبریں بنانا
معمول و ماثور و منقول اور حدیث مذکورہ میں عام طور سے تمام قبریں توڑ کر ہموار
و سطح زمین کے برابر کرنا مراد نہیں ہیں اور نہ تسویہ کے معنی سطح زمین سے برابر کرنے
کے ہیں بلکہ حد سے زائد مرتفع کو نیچا کرنے یا مسنم کو ہموار و مسطح و مربع بنانے کے ہیں
جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہی اور روافض نے اسی حدیث کی بنا پر مسطح
مربع قبریں بنانا اختیار کیا ہی اگرچہ ہمارے امام اعظم و ہمام اقدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و نیز امام مالک و امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اس بارے میں دوسری روایات پر

عمل کرتے اور مسنم کو کوہان شتر کی طرح زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی قبریں بنانے کو مستحب اور مربع کو مکروہ کہتے ہیں کہ انھیں ان کے شیخ نے مرفوعاً خبر دی کہ نھی عن تربیع القبور حضور نے قبریں مربع بنانے سے منع فرمایا ہے وقال اخبرنی من رأی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر وعمر ناشزۃ من الارض وعلیھا فلق من مدر ابیض مجھے قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور قبر ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما کو دیکھنے والے نے خبر دی کہ وہ زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی ہیں اور سفید اینٹ پتھر کے ٹکڑے بچھے ہیں اور بخاری حضرت سفیان سے راوی انہ رأی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم مسنما کہ انھوں نے حضور کی قبر شریف مسنم زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی دیکھی اور ابن ابی شیبہ اُنھیں سے راوی دخلت بیت الذی فیہ قبر النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وقبر ابی بکر وعمر مسنمۃ میں اُس گھر میں داخل ہوا جس میں حضور کی اور ابوبکر وعمر کی قبریں مسنم اُٹھی ہوئی تھیں اور ابی حفص باسناد خود راوی کہ میں نے ابوجعفر محمد ابن علی اور قاسم ابن محمد ابن ابی بکر اور سالم ابن عبداللہ سے سوال کیا اخبرونی عن قبور اٰبائکم فی بیت عائشۃ فکلھم قالوا انھا مسنمۃ تم مجھ سے اپنے آبا کی قبروں سے جو عائشہ کے گھر میں ہیں خبر دو تو ان سب نے کہا وہ مسنم زمین سے اُٹھی ہوئی بنی ہیں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں فیہ مبالغۃ للزجر علی البناء والا فلا یجوز تسویتہ بالارض حقیقۃ اذ السنۃ ان یعلم القبر وان یرفع شبرا کقبرہ علیہ الصلاۃ والسلام کما رواہ ابن ماجۃ فی صحیحہ یعنی اس حدیث میں بنا علی القبر سے باز رکھنے میں مبالغہ ہے ورنہ قبروں کو حقیقۃً زمین کے برابر کرنا جائز نہیں ہے کہ قبر کی علامت ونشان باقی رکھنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرح انھیں زمین سے ایک بالشت بلند رکھنا سنت ہے

جیسا کہ ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اسی میں حدیث مذکورہ کے لفظ مشرفا کے تحت ہے ھوالذی بنی علیہ حتی ارتفع دون الذی اعلم علیہ بالرمل والحصباء او محسومة بالحجارة لیعرف ولا یوطا یعنی حدیث مذکورہ میں قبرا مشرفا سے وہ قبریں مراد ہیں جو بنا کی وجہ سے بلند ہوگئیں نہ وہ قبریں جنھیں علامت کے لیے مٹی ریتے پتھریوں سے اونچا کیا گیا ہو یا ان پر علامت کے لیے پتھر رکھے بچھائے گئے ہوں تاکہ وہ پہچانی جائیں اور پامال نہ کیجائیں پیروں سے نہ روندی جائیں۔
اسی میں حدیث مذکورہ کے لفظ سویتہ کے تحت ہے قال ابن الھمام ھذا الحدیث محمول علی ما کانوا یفعلونہ من تعلیة القبور بالبناء العالی ولیس مرادنا ذلك بتسنیم القبر بل بقدر ما یبدو من الارض ویتمیز عنہا یعنی امام ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اونچی اونچی عالیشان عمارتوں دار قبریں مراد ہیں جو اگلے لوگ بنایا کرتے تھے اور ہماری زمین سے اونچی اٹھی ہوئی قبریں بنانے سے یہ مراد نہیں ہے بلکہ وہ اسقدر اونچی اٹھی ہوئی بنائی جائیں کہ زمین سے ظاہر اور جدا و ممتاز معلوم ہوں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں ترجمہ حدیث مذکورہ فرماتے ہیں مگذار ہیچ قبر مرتفع مگر آنکہ بر زمین برابر و ہموار کنی یعنی پست کنی چنانکہ نزدیک بر زمین باشد آنقدر کہ پیدا و نمایاں بود مقدار یکشبر چنانکہ سنت ست یعنی قبر بلند کو اتنا نیچا کردو کہ زمین کے قریب ظاہر و نمایاں ایک بالشت اٹھی ہوئی رہے جیسا کہ سنت ہے بلکہ وہابیہ خود اپنے فتوے میں جو انجمن انصار المسلمین نے شائع کیا ہے بحر سے نقل کرتے ہیں وما ورد فی الصحیح من حدیث علی ان لا تدع قبرا مشرفا الا سویتہ محمول علی ما زاد علی التسنیم یعنی حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مسنم کوہان شتر سے زائد

اونچی بنی ہوئی قبریں نیچی اور برابر کرنی مراد ہیں بلکہ تسویہ قبور کے جو معنی ہمنے بیان کیے ہیں وہی دوسری حدیث فضالہ و منقولہ معاویہ منقولہ وہابیہ سے صاف و صریح مفہوم ہو رہے ہیں مگر ان کے اندھوں دل و دماغ کے چندھوں کو کیا سوجھے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور وہ یہ کہ جب حضرت فضالہ کا ساتھی سفر میں مرا تو انھوں نے اسکی قبر برابر ایک سی نیچی رکھنے کو کہا اور فرمایا سمعت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم یامر بتسویتہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قبر ایک سی برابر نیچی رکھنے کا حکم فرماتے سنا ہو وقال معاویہ ان تسویۃ القبور من السنۃ وقد رفعت الیہود والنصاری فلا تشبھوا بھم یعنی معاویہ نے فرمایا ہے کہ قبریں نیچی برابر بنانا سنت ہے اونچی اونچی قبریں یہود و نصاری بناتے ہیں پس تم ان کی مشابہت نہ کرو یعنی انکی طرح اونچی اونچی قبریں نہ بناؤ بلکہ ان سے نیچی اور برابر بناؤ امام نووی شرح مسلم میں اسی حدیث فضالہ کے تحت میں فرماتے ہیں فیہ ان القبر لا یرفع علے الارض رفعا کثیرا ولا یسنم بل یرفع نحو شبر ویسطح وھذا مذھب الشافعی ومن وافقہ ونقل القاضی عیاض عن اکثر العلماء ان الافضل عندھم تسنیمھا یعنی اس حدیث میں دلیل اس امر کی ہے کہ قبر زمین سے بہت اونچی نہ بنائی جائے اور نہ مسنم کی جائے بلکہ ایک بالشت اونچی رکھی جائے اور مسطح برابر ایک سی بنائی جائے اور یہی مذہب امام شافعی اور انکے موافقین کا ہے اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہو کہ اکثر علما کے نزدیک قبر کو مسنم اٹھی ہوئی بنانا افضل ہے۔ پس اگر احادیث منقولہ وہابیہ میں قبروں کو سطح زمین سے برابر رکھنے اور بنی ہوئی کو توڑ پھوڑ کر ہموار و یکساں کرنے کے معنی لئے جائیں گے تو ان احادیث پر جن میں قبروں کو زمین سے اونچا اٹھا ہوا مسنم یا مربع بنانا اور

ان کا نام ونشان باقی رکھنا آیا ہی کیسے عمل ہوگا اور کس طرح تعارض دفع ہوگا
اور جب انھیں سطح زمین کے برابر کردیا جائیگا تو جن احادیث میں مطلقاً یا
والدین کی قبروں کی زیارت کا حکم فرمایا گیا ہی ان پر کیسے عمل ہوگا کہ لاپتہ اور
بے نشان شی کی زیارت کیونکر ہو اور مزار کسے بتایا جائے ہاں اگر وہابیہ
ایک جگہ ایک بڑا گڑھا مثل غلہ بھرنے کے کھتے کے کھودلیں اور جو مرتا جائے اُس
میں ڈالتے جائیں اور اسکی زیارت کیا کریں تو البتہ ممکن ہے مگر وہ بھی خلاف
سنت تو پھر غیر معلوم و بے نشان شے کی زیارت کی کیا صورت۔
نیز قبریں توڑنے کے معنی حدیث منقول کے کسی لفظ سے مفہوم نہیں کہ حدیث
میں صرف تسویہ کا لفظ ہی اور اس کے معنی ہموار و برابر کرنیکے ہیں نہ توڑنے کے
اور نہ تسویہ کو توڑنا لازم ہی اگر تسویہ کو توڑنا لازم مانا جائیگا تو حدیث فضالہ اور
مقولہ معاویہ میں کس شی کو توڑ کر برابر کیا جائیگا کہ وہاں قبر ہی نہیں قبل بناء
قبر تسویہ کا حکم ہے تو کیسے تعمیل حکم و عمل بالسنۃ ہوگا اور بالفرض دبزعم وہابیہ
اگر اس سے قبریں توڑ کر برابر کرنا ہی مراد لیا جائے تو عام طور سے تمام قبریں توڑ کر
برابر کرنا کیسے اور کس قرینہ سے مراد ہوگا کہ ظاہر حدیث اور اسکے الفاظ
لا تدع قبرا مشرفا ولا تمثالا صرف اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ
کہ جن قبور کے توڑنے پر مولا علی کرم اللہ وجہہ مامور فرمائے گئے تھے وہ اونچی
بنی ہوئی تصویروں وغیرہ سے مزین و آراستہ معظم و مکرم تھیں جیساکہ زمانہ
جاہلیت میں لوگ بہت اونچی اونچی عالیشان قبریں بنایا کرتے انھیں
تصویروں وغیرہ سے مزین و آراستہ کرتے انکی تعظیم و تکریم کرتے اُنھیں
جائے سجود بناتے تھے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ہموار و برابر
کرنے کا حکم فرمایا جسکی تائید حدیث عائشہ و مقولہ معاویہ منقولہ وہابیہ بلکہ اسی
حدیث کے لفظ ولا تمثالا سے بخوبی ہوتی ہی کہ حالت علالت آنخضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بعض زوجات حضور حبشہ کے ایک گرجے کی خوبی اور تصویروں وغیرہ سے

مزین وآراستہ ہونے کا آپس میں ذکر رہی تھیں پس حضور نے سنکر سر مبارک اُٹھاکر فرمایا اولئك اذا مات منہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلك الصور اولئك شر الخلق عند اللہ رواہ البخاری (زمیندار) یعنی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ اُس کی قبر پر مسجد بناتے پھر اُس میں اس قسم کی تصویریں بناتے ہیں یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین خلق ہیں وقال معاویۃ ان تسویۃ القبور من السنۃ وقد رفعت الیہود والنصاری فلا تشبہوا بہم (فتوی انجمن) یعنی معاویہ کہتے ہیں کہ قبریں نیچی وہموار رکھنا سنت ہے اونچی اونچی اُٹھی ہوئی قبریں یہود ونصاری بناتے ہیں پس تم اُن سے مشابہت نہ کرو یعنی ان کی طرح اونچی اونچی قبریں نہ بناؤ بلکہ ان سے نیچی اور ہموار بناؤ جس سے صاف ظاہر کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو یہود ونصاریٰ وغیرہ اہل جاہلیت کی وہ قبریں ہموار وبرابر کرنے کا حکم فرمایا تھا جو مکانوں کی طرح اونچی اونچی بنی ہوئی تصویروں وغیرہ سے مزین وآراستہ تھیں اور وہ لوگ اُن کی تعظیم وتوقیر کرتے اُنھیں مسجد ٹھہراتے تھے۔ مسلمانوں میں کونسی ایسی اونچی اونچی تصویردار قبریں ہیں اور کون مسلمان نفس قبر کی تعظیم کرتا اُسے سجدہ کرتا اُس پر نماز پڑھتا اُسے مسجد بناتا ہی سوائے اس کے کہ انکی زیارت کرتے انکے پاس جاکر فاتحہ پڑھتے دعا کرتے اور صاحب مزار کی عظمت کے باعث اسکی توہین وبے حرمتی سے بچتے ہیں اور یہ سب باتیں شرعاً جائز وروا ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اگر کوئی جاہل اجہل نفس قبر کی تعظیم کرے اُسے سجدہ کرے تو اُس کے اس فعل شنیع کے بدلے قبر کو کھود کر نیست ونابود کرنا وہابیہ ہی کی عقل ہے۔

نہ معلوم ان نجدیہ وہابیہ کو کیا ہوگیا ہے کہ دن دہاڑے تمام مخلوق پر اندھیری ڈالتے اور ظاہر ظہور اُنھیں دھوکہ دیتے ہیں وہی حدیثیں وہی عبارتیں جو اُنھوں

نے خود اپنے مدعا قبور مسلمین کو توڑ پھوڑ کر سطح زمین کے برابر و بے نشان کرنے کے ثبوت میں پیش کی تھیں) وہی ان کے مدعا کو مردود و باطل کر رہی ہیں۔ ہم نے تو بقول شخصے انھیں کا جوتہ اُنھیں کے سر کیا ہے اپنی طرف سے اُنھیں نقل نہیں کیا ہے وہ ہمیں دکھائیں کہ احادیث و عبارات منقولہ میں مسلمانوں کی قبریں توڑ پھوڑ کر سطح زمین کے برابر کرنا اُنھیں برباد و بے نشان کرنا کس لفظ سے ثابت ہوتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے بلکہ جب حدیث مذکورہ میں اس امر کا بیان نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کونسی قبریں کس کی قبریں کس قدر اونچی قبریں کس قدر نیچی کس شے کی برابر کرنے کا حکم ہوا تھا تو پھر (باوجود علم و ثبوت اس امر کے قبریں توڑنا ہتک حرمت و توہین اموات مسلمین ہے اور وہ حرام اور انھیں زمین سے اسقدر اونچا اُٹھا ہوا رکھنا کہ لوگوں کو معلوم و متمائز ہوں اور پامال ہونے سے بچیں مسنون و مستحب ہے) حدیث علی کرم اللہ وجہہ سے عام طور پر تمام قبریں مراد لینا اور قبور مسلمین کو اس بنا پر توڑ پھوڑ کر گمنام و بے نشان کرنا صریح ضلالت و گمراہی اور حدیث محتمل و غیر معمول سے حجت پکڑنا محض جہالت و نادانی ہے۔ نجدیہ پہلے اس امر کو مع علت ثابت کریں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قبور مسلمین ہی توڑنے اور سطح زمین کے برابر کرنے کا حکم ہوا تھا اور وہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسکی سند میں کوئی مجروح و مطعون نہیں ہے اور وہ فلاں زمانہ میں معمول ائمہ رہی ہے پھر اس سے حجت پکڑیں۔ اور اپنے مدعا پر استدلال لائیں۔

رہا مسئلہ بناء علی القبور اس سے کسے انکار ہے بیشک وہ ممنوع و مکروہ ہے صریح احادیث میں اسکی ممانعت آئی ہے مگر نہ مطلقاً اور نہ شرک و حرام جیسا کہ نجدیہ کا خیال خام ہے بلکہ وقت تحقق علت منع ممانعت و کراہت ورنہ اباحت بلا کراہت جس کی تحقیق و تفصیل یہ ہے کہ جو کام کسی ضرورت و فائدہ پر مشتمل ہو

اور نیک نیتی سے کیا جائے وہ شرعاً جائز و روا اور جو عبث و بے فائدہ و بہ نیت
فاسدہ ہو وہ ممنوع و ناجائز اور اضاعت مال و صرف بیجا احادیث میں جو قبروں پر
گنبد قبہ وغیرہ عمارتیں بنانے کی ممانعت آئی ہے اس کی یہی وجہ علمائے کرام نے
بیان فرمائی ہے پس اگر نفس قبر پر کوئی عمارت رہنے کے لیئے بنائی جائے تو اسکی
ممانعت میں اصلا شک نہیں کہ سقف و ہوائے قبر حق میت ہے کسی کو اس میں
حق تصرف حاصل نہیں اور نیز اس پر عمارت بنانے سے اہانت و اذیت صاحب
قبر اور وہ ممنوع کما مر ہمارے بہت سے علمائے کرام نے نہی عن البنا کے یہی معنی
مراد لیے ہیں اور واقعی بناء علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کما فی الخانیۃ عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن البناء فوق القبر وعن
امامنا الاعظم حیث قال ولا یرفع علیہ البناء وسقط ھکذ
فی الخلاصۃ خانیہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنا
کو منع فرمایا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی کہ نہ بنائی جائے قبر پر خیمہ و
عمارت اور اسی طرح خلاصہ میں ہے وفی الرحمانیۃ لایجوز لاحد ان یبنی
فوق القبر بیتا او مسجدا لان موضع القبر حق المقبور فلا یجوز
لاحد التصرف فی ھواء قبرہ وفی الھندیۃ یاثم بوطء القبر
لان سقف القبر حق المیت رحمانیہ میں ہے کہ کسی کو قبر پر مکان یا مسجد
بنانا جائز نہیں ہے اس لیے کہ جائے قبر حق میت ہے اس میں کسی کو حق تا
حاصل نہیں اور ہندیہ میں ہے کہ قبروں پر چلنا پھرنا گناہ ہے کہ قبر کی چھت حق
میت ہے

اور جو گرد قبر کوئی چبوترہ وغیرہ عمارت زمین جائز التصرف میں بنائی جائے
وہ حقیقۃً بناء حول القبر ہے نہ بناء علے القبر اور نہ نہی عن البناء میں داخل
جیسے کہ قبر فی البناء۔ بناء علے القبر میں داخل نہیں اور صلاۃ علی القبر کی
ممانعت صلاۃ بجنب القبر کو شامل نہیں مگر باوجود اس کے اگر وہ بہ نیت

فائدہ یا بے ضرورت وبلا فائدہ بنائی جائے جیسے امرا و رؤسا کی قبور پر محض زیب و زینت اور تفاخر و نمود کے لیے عمارت بنائی جاتی ہے گچ کاری گلکاری کی جاتی ہے یا جیسے کوئی قبر جنگل میں بنی ہو جہاں لوگوں کا گزر نہیں یا قبور عوام غیر صلحا جن سے نہ کسی کو عقیدت کہ برکت حاصل کرنے فیض پانے فائدہ اٹھانے کو ان کے پاس جائیں اور نہ انکے دنیا دار ورثا اور برادری والوں سے یہ امید کہ وہی جاڑے گرمی برسات وغیرہ مختلف اوقات میں بقصد زیارت و نفع رسانی میت وہاں جایا کریں گے کچھ دیر وہاں بیٹھکر ذکر الٰہی و تلاوت قرآن کیا کرینگے یا کسی ذاکر و حافظ کو جائز طریق سے اسلیے وہاں بٹھائیں گے تو بوجہ فسانیت و عدم فائدہ و اسراف بیجا ایسی قبور پر عمارتیں۔ قبہ بنانا خیمہ لگانا ممنوع و ناجائز ہوگا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں فرماتے ہیں۔ قال التور بشتی کلاھما منھی لعدم الفائدۃ و قال بعض الشراح من علمائنا ولاضاعۃ المال قبر پر عمارت بنانا یا خیمہ لگانا دونوں ممنوع ہیں بوجہ بے فائدہ اور مال ضائع ہونے کے عامہ کتب فقہ میں ہے یحرم البناء علیہ للزینۃ زینت کے لیے قبر پر بنا حرام ہے اور جہاں یہ باتیں نہ پائی جائیں بلکہ کسی غرض صحیح و نفع صریح کے لیے نیک نیتی سے کوئی عمارت بنائی جائے خیمہ لگایا جائے جیسے مزارات اولیا و علما و مشائخ کرام قدست اسرارہم کے گرد اس غرض سے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں لوگ اس میں بیٹھکر ذکر الٰہی و تلاوت قرآن کریں صاحب قبر کو ثواب پہنچائیں اس سے فیض پائیں فائدہ اٹھائیں برکت حاصل کریں اس کی عظمت کریں توہین سے بچیں تو وہاں قبہ عمارتیں بنانے خیمہ لگانے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں بلاکراہت جائز و روا اور مستحسن و مباح جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر اور حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر پر اور محمد ابن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر اور حسن ابن الحسن کی زوجہ نے انکی قبر پر

اسی غرض کے لیے خیمہ بنایا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اگر وہ مطلقاً ممنوع و ناجائز
ہوتا تو ان حضرات سے اس کا وقوع غیر معقول بلکہ ناممکن تھا لہٰذا ملا علی قاری
علیہ رحمۃ الباری بعد قول تورپشتی مذکورہ فرماتے ہیں فیستفاد منہ انہ
اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتہا فلا تکون
منہیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر قبر پر خیمہ یا قبہ کسی فائدہ کے لیے بنایا
جائے جیسے قاریوں کے بیٹھنے کے لیے تو صور مذکورہ میں داخل نہیں جائز ہی
شیخ الاسلام کشف غطا میں فرماتے ہیں اگر غرضے صحیح داشتہ باشد
دراں باک نیست آنچنانکہ در بنائے قبہ بہ نیت آسایش مردم و
چراغ افروختن در مقابر بقصد دفع ایذائے مردم از تاریکی راہ و نحو آں
علامہ قسطلانی شرح بخاری میں تحت قول ولولا ذلك لابرزوا قبرہ
فرماتے ہیں لکن لم یبرزوہ ای لم یکشفوہ بل بنوا علیہ حائلا
یعنی مزار حضور کو اس خوف سے کھلا نہ رکھا کہ کہیں لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح
اسے بوسہ گاہ و سجدہ گاہ نہ بنالیں بلکہ اس کے گرد دیواریں بنادیں شیخ
محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں فرماتے
ہیں چوں دفن سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم بموجب حکم الٰہی در حجرہ
شریفہ شد عائشہ صدیقہ در خانۂ خود ساکن مے بود میان او و قبر شریف پردہ
نبود و در آخر بسبب جرأت و عدم تحاشی مردم از در آمدن بر قبر شریف و برداشتن
خاک ازاں خانہ را دو قسم ساخت و دیوارے در میان مسکن خود و قبر شریف
کشید و بعد ازاں کہ امیر المومنین عمر در مسجد زیارت کردہ حجرہ را از خشت خام
بنا کردہ تا زمان حدوث عمارت ولید ایں حجرہ ظاہر بود عمر ابن عبدالعزیز بحکم
ولید ابن عبدالملک آنرا ہدم کردہ بحجارہ منقوشہ برآورد و بر ظاہر آں حظیرہ دیگر
بنا کرد و ہیچ ازیں دو رادرے نگذاشت از عروہ روایت مے کنند کہ بعمر ابن
عبدالعزیز گفت اگر حجرۂ شریفہ را بر حال خود گذارند و عمارتے گرد آں برآ

احسن باشد لاجرم ائمہ کرام نے گرد قبور اولیا و علما و مشایخ کرام اباحتِ بنا کی تصریح فرمائی مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے قد اباح السلف البناء علی قبور الفضلاء و الاولیاء و العلماء لیزورھم الناس و یستریحون فیہ علامہ طاہر فتنی و مولانا علی قاری نے بعد عبارت مذکورہ فرمایا وقد اباح السلف البناء علی قبر المشایخ و العلماء المشہورین لیزورھم الناس و لیستریحوا بالجلوس فیہ یعنی ائمہ سلف نے علما فضلا اولیا مشایخ کی قبور پر قبہ وغیرہ عمارت بنانا جائز و مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اس میں بیٹھ کر راحت و آرام پائیں کشف الغطا میں مطالب المومنین سے منقول مباح کردہ اند سلف بنا بر قبر مشایخ و علمائے مشہورین تا مردم زیارت کنند و استراحت نمایند بجلوس دراں و لیکن اگر برائے زینت کنند حرام ست و در مدینہ مطہرہ بنائے قبہا بر قبور اصحاب در زمان پیشین کردہ اند ظاہر آنست کہ آں بہ تجویز آں وقت باشد و بر مرقد منور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نیز قبہ عالی ست رد المحتار میں جامع الفتاویٰ سے منقول لایکرہ البناء اذا کان المیت من المشایخ والعلماء والسادات اگر میت علما و مشایخ و سادات میں سے ہو تو اُس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے نور الایمان میں ہے ان السلف قد اباحوا ان یبنی علی قبر المشایخ والعلماء المشہورین قبۃ لیحصل الاستراحۃ للزائرین و یجلسون فی ظلہا ائمہ سلف نے قبور مشایخ و علمائے مشہورین پر قبہ بنانا مباح فرمایا ہے تاکہ زائرین اُس میں راحت پائیں اور اُس کے سایہ میں بیٹھیں۔ تفسیر روح البیان اور تحریر المختار حاشیہ رد المحتار میں ہے بناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لایحتقروا صاحب ھذا القبر یعنی لوگوں کی نگاہوں میں عظمت واقع

ہونے کی غرض سے علما اولیا صلحا کی قبروں پر اگر قبہ بنائے جائیں تو جائز ہے
تنویر الابصار میں ہے ولا یرفع علیہ بناء وقیل لاباس بہ وھو
المختار قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ بنانے میں حرج نہیں
اور یہی مختار ہے پھر باوجود اس افتاد ترجیح کے کسی کو مجال کلام کیا۔کذا
فی فتاوے رضویہ

اسی طرح بے ضرورت وبے فائدہ تجصیص وتقصیص قبور اور کتابۃ علی القبر
بھی ممنوع ومکروہ ہے صریح احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور اس کی
نہی وارد ہوئی ہے مگر وقتِ ضرورت وتحقق نفع اس غرض سے کہ قبور مسلمین
کی حرمت بنی رہے علامت ونشان باقی رہے درندوں کے کھودنے مندرس
وبے نشان برباد وپامال ہونے سے بچیں۔ائمۂ کرام وعلمائے عظام
نے پختہ اینٹوں سے قبریں بنانا اُن پر گچ کرنا اُنھیں سندلہ گارے مٹی سے
لیسنا خراب خستہ قبروں کو درست کرنا کسی پتھر وغیرہ پر نام میت لکھکر
اُن پر نصب کرنا جائز ومباح فرمایا کہ اس وقت علتِ نہی مفقود اور ضرورت
ونفع موجود اور نیت محمود بلکہ اس کی اصل خود حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول کہ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے عثمٰن ابن
مظعون کی قبر پر علامت ونشان باقی رہنے کے لئے پتھر رکھے اور اپنے
صاحبزادے ابراہیم علیٰ ابیہ وعلیہ السلام کی قبر پر مٹی دبنے جمنے پراگندہ
وبرباد مندرس وبے نشان نہ ہونے کی غرض سے پانی چھڑکوا کر پتھر کے
ٹکڑے بچھوائے اور خود حضور کی قبر شریف پر اسی لحاظ سے پانی چھڑک کر
پتھر کے ٹکڑے بچھائے گئے جس سے صاف ظاہر کہ بغرض مذکورہ قبروں
کے آس پاس اوپر پختہ اینٹیں پتھروں کے ٹکڑے چُننا بچھانا اور قبروں کو
گارے مٹی سندلے سے لیسنا اُن پر نام میت لکھکر نصب کرنا جائز ہے یہ دوسری
بات ہے کہ ایک کام ایک زمانہ میں ایک طرح کیا جاتا تھا اور دوسرے زمانہ میں

وہی کام دوسرے طریق سے کیا جانے لگا۔ ہر زمانہ کے کاموں کے طرز
طریقے جدا ہوتے۔ صناعتیں تبدیل ہوتی آئیں اب جس طرح اور جس چیز سے
عمارتیں بنی جاتی مکان بنائے جاتے ہیں اس طرح اور اس چیز سے پہلے نہیں بنائے
جاتے تھے آب جیسے کپڑے بنائے اور پہنے جاتے کھانے کھائے جاتے
ہیں پہلے نہ تھے تو کیا اس وجہ سے دنیا بھر کی باتیں جہان بھر کی چیزیں
ممنوع وناجائز ہو جائیں گی۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہی وجود وعدم علت
اور تحقق اصل مدار کار رہے گا بلکہ اختلافِ زمانہ وضرورت وقت خود اسکی
اجازت دیگا۔ جواہر اخلاطی میں ہے وکم من شئ یختلف باختلاف الزمان
بہت سی چیزیں اختلافِ زمانہ کے سبب بدل جاتی ہیں پہلے عموماً عورتوں
کو پنجگانہ نماز میں شرکت کرنے عیدگاہ میں حاضر ہونے کا حکم تھا اب نہ رہا
پہلے مرد وعورت سب کو زیارتِ قبور تک منع تھی پھر نہ رہی وعلی ہذا القیاس
اس وقت قبروں پر پانی چھڑک کر پتھر کے ٹکڑے بچھاکر کام نکالا کرتے حاجت روا
کیا کرتے تھے اب بجائے اس کے گارے سے اینٹیں چنتے بچھاتے ہیں۔
ہاں بقدرِ ضرورت کام ہونا چاہیئے حاجت سے زائد تجاوز نہ کرنا چاہیئے مثلاً
جہاں صرف گارے سے اینٹیں چن کر بچھاکر کام نکلے وہاں سندلہ وگچ نہ کریں
اور جہاں سندلہ وگچ کی ضرورت ہو جیسے قبر پانی کی جگہ ہو۔ درندوں سے میت
کو گزند پہنچنے کا خوف ہو تو وہاں سندلہ کام میں لائیں۔ سمنٹ لگائیں اور جہاں
ان دونوں کی ضرورت نہ ہو وہاں صرف مٹی سے لیپنے پر قناعت کریں۔ دیکھو
ابوداؤد ومطلب ابن ابی وداعہ سے راوی کہ جب عثمٰن ابن مظعون کو دفن کر چکے
تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو ایک پتھر لانے کا حکم فرمایا وہ پتھر ان
سے نہ اُٹھ سکا تو خود حضور اُسے اُٹھا کر لائے فوضعھا عند راسہ
وقال اعلم بھا قبر اخی وفی روایۃ ابن سعد قال ھذا علامۃ
قبرہ پس وہ پتھر ان کے سرہانے رکھکر فرمایا میں اسے اپنے بھائی کی قبر کا

نشان کرتا ہوں یہ اُن کی قبر کی علامت ہو۔ مرقات میں اس کے تحت ہے
قال بعض متقدمی ائمتنا ویسن وضع اخری عند رجله لانه علیه
السلام وضع حجرین علی قبر عثمن ابن مظعون ویستحب ان
یجعل علی القبر علامة یعرف بها لقوله علیه السلام اعلم
بها قبر اخی ہمارے بعض ائمہ متقدمین نے فرمایا ہو کہ دوسرا پتھر پائنتی رکھنا
مسنون ہے کہ حضور نے عثمن بن مظعون کی قبر پر دو پتھر رکھے تھے اور قبر پر
کوئی علامت ونشان کرنا جس سے قبر پہچانی جائے مستحب ہو شرح سُنّہ
میں جعفر ابن محمد سے روایت انه رش علی قبر ابنه ابرهیم ووضع
علیه الحصباء حضور نے اپنے لڑکے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور پتھر کے
ٹکڑے بچھائے مرقات میں اس کے تحت ہے قال ابن ملك وهو
یدل علی ان وضع الحصباء سنة لئلا ینبشه سبع ولیکون
علامة یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ قبر پر پتھر کے ٹکڑے بچھانا مسنون ہیں
تاکہ اسے کوئی درندہ نہ کھودے اور وہ علامت ونشان ہو وقال میرك
ولعل الحکمة فیه ان القبر اذا رش بالماء کان اکثر بقاء وابعد عن
التناثر والاندراس اور حکمت پانی چھڑکنے میں یہ ہے کہ جب قبر پر
پانی چھڑکا جائیگا تو قبر دیرپا ہو جائیگی بہت دنوں تک باقی رہے گی اور پراگندہ
وبرباد وبے نشان نہ ہوگی ابو داؤد قاسم ابن محمد سے راوی کہ میں حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ مجھے حضور کی قبر دکھاؤ
فکشفت لی عن ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة
ببطحاء بس انھوں نے مجھے تین قبریں دکھائیں نہ وہ بہت اونچی تھیں نہ نیچی
پتھر کے ٹکڑوں سے ڈھکی ہوئی تھیں مدارج میں ہو۔ بعد از ان ریختند خاک
بر قبر شریف و پاشید بلال آب بر قبر شریف از جانب سر و بلند کردہ شد
قبر شریف وے بر زمین مقدار یک شبر و چیدہ شدہ بر قبر از سنگ ریزہا

حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں اوپر گزرا کہ وعلیھا فلق مدر ابیض
حضور کی قبر پر سفید پتھر کے ٹکڑے بچھے تھے مراقی الفلاح میں ہے انما
یکرہ الاجر اذا ارید الزینۃ اما اذا ارید بہ دفع اذی
السباع او شئ اٰخر لا یکرہ پختہ اینٹیں قبر میں زینت کی غرض سے لگانا
مکروہ ہیں اور جو درندوں کی ایذا دفع کرنیکے لیے یا کسی اور غرض سے لگائی
جائیں تو مکروہ نہیں طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں خانیہ سے منقول
یکرہ الاجر اذا کان مما یلی المیت۔ واما فیما وراء ذلک فلا باس
بہ وفی الحسامی وقد نص اسمعیل الزاھد بالاجر خلف اللبن
علی اللحد واوصی بہ یعنی پکّی اینٹیں میت کے گرد ملی ہوئی لگانا مکروہ ہے
اور ماسوا اس کے لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اسمعیل زاہد نے قبر کے
اندر بھی کچی اینٹوں کے پیچھے پکّی اینٹیں لگانے کی تصریح فرمائی اور ان کے
لگانے کی وصیت کی دُرِ مختار میں ہے ویسوی اللبن علیہ والقصب
لا الاجر المطبوخ والخشب لو حولہ اما فوقہ فلا یکرہ قبر پر آس پاس
مُردے کے کچی اینٹیں اور بانس نرکل بچھائے جائیں نہ پکّی اینٹیں تختے لکڑیاں
اور اس کے اوپر بچھانا مکروہ نہیں ردالمحتار میں ہے قال فی الحلیۃ وکرھوا
الاجر والواح الخشب وقال التمرتاشی ھذا اذا کان حول المیت
فلو فوقہ لا یکرہ لانہ یکون عصمۃ من السبع وقال مشائخ بخارا
لا یکرہ الاجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی یعنی
پکّی اینٹیں اور لکڑی تختے کے ٹکڑے قبر میں لگانا مکروہ ہے اور فرمایا امام
تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ جب ہی کہ مُردے کے آس پاس لگائی جائیں
اور جو قبر کے اوپر لگائی جائیں تو مکروہ نہیں کہ درندوں سے مردہ محفوظ رہیگا۔
اور فرمایا مشائخ بخاری نے کہ نرم زمین ہونے کی وجہ سے ہمارے شہر میں قبر
میں پکّی اینٹیں لگانا مکروہ نہیں ہے خزانۃ الروایات میں ہے ویکرہ الاجر

فی اللحد اذا کان یلی المیت اما فیما وراء ذلک فلا باس بہ یعنی
پکی اینٹیں قبر میں لگانا مکروہ جب ہیں کہ مردہ سے ملی ہوئی اور متصل ہوں اس کے
سوا اور اس سے جدا لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کفایہ میں ہے وان اھیل
التراب علیہ لا باس بالحجر والاجر وکذا علی القبر ان احتیج الی الکتابۃ و
فی الجامع الصغیر لقاضی خان ولا باس بکتابۃ شئ او بوضع الاحجار
علی القبر لیکون علامۃ اور جب قبر پر مٹی ڈالدی گئی تو پھر اس پر پتھر اور پکی اینٹیں
بچھانے میں کوئی حرج نہیں اور یوہیں قبر پر لکھنے میں حرج نہیں جامع الصغیر
لقاضی خاں میں ہے قبر پر پتھر رکھنے اور بضرورت لکھنے میں حرج نہیں تاکہ علامت
ونشان ہو مراقی الفلاح میں ہے وفی النوازل لا باس بتطیینہ وفی
الغیاثیۃ وعلیہ الفتوی نوازل میں ہے کہ قبروں کو گارے مٹی سے
لیپنے میں حرج نہیں اور غیاثیہ میں کہا کہ اسی پر فتوی ہے مراقی الفلاح اور
طحطاوی میں ہے وفی التجنیس والمزید لا باس بتطیین القبور لان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر بقبر ابنہ ابرھیم فرای فیہ حجرا
سقط فسدہ وقال من عمل عملا فلیتقنہ وروی البخاری انہ صلی اللہ
علیہ وسلم رفع قبر ابنہ ابرھیم شبرا وطینہ بطین احمر یعنی تجنیس اور
مزید میں ہے کہ قبروں کو گارے مٹی سے لیپنے میں مضائقہ نہیں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر گئے تو دیکھا کہ اس میں
ایک پتھر گر گیا ہے پس آپ نے اُسے بند کیا اور فرمایا جو شخص کوئی کام کرے تو
مضبوطی سے کرے اور بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضور نے قبر ابراہیم کو ایک
بالشت بلند کیا اور اسے سُرخ مٹی کے گارے سے لیسا۔ مراقی الفلاح میں
ہے ولا باس بالکتابۃ فی حجر صین بہ القبر ووضع علیہ لئلا یذھب
الاثر فیحترم للعلم بصاحبہ ولا یمتھن جو پتھر قبر پر حفاظت کے
لیے رکھا گیا ہو اس پر نام میت لکھنے میں حرج نہیں ہے تاکہ نام ونشان باقی

رہے اور صاحب قبر کو جانکر احترام کیا جائے توہین سے بچایا جائے اسی
یں اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے واذا خربت القبور فلاباس بتطینها
جب قبریں خراب ہو جائیں تو انھیں مٹی کے گارے سے لیسنے میں کوئی مضائقہ
نہیں ہے طحطاوی میں اس کے تحت محیط سے اور شرنبلالیہ میں بحر سے اور
درمختار میں سراجیہ سے منقول ان احتیج الی الکتابة حتی لایذھب
الاثر ولا یمتھن به جازت فاما الکتابة من غیر عذر فلا اگر قبر پر
لکھنے کی ضرورت ہو تو جائز ہے تاکہ اس کے باعث نام و نشان باقی رہے
اور اہانت نہ کی جائے اور بے عذر لکھنا جائز نہیں طحطاوی میں ہے فقد
اعتاد اھل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس و
النبش ولا باس به درندوں کے کھودنے اور برباد و بے نشان ہونے
سے قبروں کو محفوظ رکھنے کے لیے اہل مصر نے ان پر پتھر بچھانے کی
عادت کرلی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ردالمحتار میں ہے ذکر فی
تجرید ابی الفضل ان تطیین القبور مکروہ والمختار انه
لایکرہ نعم فی الامداد عن الکبری والیوم اعتاد والتسنیم باللبن
صیانة للقبر عن النبش وراؤ ذلك حسنا وقال صلی الله
علیه وسلم ما راہ المسلمون حسنا فھو عند الله حسن
تجرید ابی الفضل میں ذکر کیا گیا ہے کہ قبروں کو مٹی کے گارے سے لیسنا
مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے ہاں امداد میں کبریٰ سے
ہے کہ قبروں کو کھد جانے سے محفوظ رکھنے کے لیے لوگوں نے پکی اینٹوں
سے سنم اٹھی ہوئی بنانے کی آجکل عادت کرلی ہے اور حضور نے فرمایا ہے
کہ مسلمان جس امر کو اچھا جانکر کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے تو پھر
وہابیہ کو اُن میں کلام کرنے اُسے ناجائز ٹھہرانے کی کیا گنجائش - نقایہ
میں ہے اما تطیینه ففی فتاوی المنصوریة لاباس به وفی

المضمرات المختار انه لا یکرہ فتاوی منصوریہ میں ہے قبروں کو گارے سے لیپنے میں کوئی حرج نہیں ہی اور مضمرات میں ہے کہ مختار مذہب یہ ہے کہ قبریں گارے سے لیپنا مکروہ نہیں ہی غنیہ میں منیۃ المفتی سے اور تنویر الابصار کتاب الحظر اور مجمع الانہر میں ہے تطیین القبور لا یکرہ فی المختار قبروں کو گارے سے لیپنا مذہب مختار میں مکروہ نہیں ہی خزانۃ الروایات و مجمع الانہر میں ہے المختار ان التطیین غیر مکروہ وکان عصام ابن یوسف یطوف حول المدینۃ ویعمر القبور الخربۃ مختار یہ ہے کہ قبروں کو مٹی کے گارے سے لیپنا مکروہ نہیں ہے اور عصام ابن یوسف رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں خراب خستہ قبروں کو درست کرتے پھرتے تھے مرقات میں ہی ویجوز کتابۃ اسم المیت لاسیما الصالح لیعرف عند تقادم الزمان لان النھی عن الکتابۃ منسوخ کما قال الحاکم او محمول علی الزائد علی ما یعرف بہ حال المیت۔ میت کا نام قبروں پر لکھنا خصوصاً صالحین کا جائز ہے تاکہ برسیں گزرنے پر بھی پہچانے جائیں کہ نہی عن الکتابۃ منسوخ ہی جیسا کہ حاکم نے کہا ہی یا قدر شناخت سے زائد لکھنے پر محمول ہی اُسی میں اور اشعۃ اللمعات میں ہی ولعل ورد النھی لانہ نوع زینۃ ولذلک رخص بعضھم التطیین منھم الحسن البصری وقال الشافعی لا باس ان یطین القبر ذکرہ الطیبی شاید کہ نہی عن التجصیص اس لیے وارد ہوئی ہے کہ اس میں ایک قسم کی زینت ہے اسی وجہ سے بعض نے قبروں کو گارے سے لیپنے کی اجازت دی ہے اُن میں سے ایک امام حسن بصری ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبروں کو گارے سے لیپنے میں حرج نہیں ہی علامہ طیبی نے اسے ذکر کیا ہی رد المحتار میں ہے ولا باس بالکتابۃ لان النھی عنھا وان صح فقد وجد الاجماع العملی بھا فقد اخرج الحاکم النھی عنھا

من طرق ثم قال هذه الاسانيد صحيحة وليس العمل عليها فان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل اخذ به الخلف عن السلف اھ ويتقوى بوضع الحجر على قبر عثمان لتعرفه فان الكتابة طريق الى تعرف القبر بها نعم فيظهر ان محل هذا الاجماع العملي على الرخصة فيها ما اذا كانت الحاجة داعية اليه فى الجملة كما اشار اليه فى المحيط بقوله وان احتيج الى الكتابة حتى لا يذهب الاثر ولا يمتهن فلا باس به فاما الكتابة لغير عذر فلا اھ حتى انه يكره كتابة شئ عليه من القرآن او الشعر او اطراء مدح له ونحو ذلك فى الحلية یعنی قبروں پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ممانعت کتابت اگرچہ صحیح ہے مگر اجماع عملی کتابت پر ہی کہ حاکم نے نہی عن الکتابۃ کو چند طریق سے تخریج کر کے کہا کہ یہ سب صحیح ہیں مگر عمل اس پر نہیں ہی کہ تمام ائمہ مسلمین کی قبروں پر مشرق سے مغرب تک لکھا ہوا ہے اور اس فعل کو خلف نے سلف سے اخذ کیا ہے اور اسکی تائید و تقویت عثمن ابن مظعون کی قبر پر شناخت کے لیے پتھر رکھنے سے ہوتی ہے کہ کتابت بھی ذریعہ شناخت قبر ہے۔ ہاں اس اجماع عملی کا محل رخصت کتابت ہی جبکہ اس کی ضرورت ہو جیسا کہ محیط میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر کتابت کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے تاکہ پہچان باقی رہے اور اہانت نہ ہو اور بلا عذر جائز نہیں ہے حتی کہ آیات قرآنیہ و اشعار مدح میت وغیرہ لکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح حلیہ میں ہے اور ظاہر کہ جسطرح اجماع عملی کتابۃ علی القبور پر باوجود صریح ممانعت کے ہی یوہیں مزارات اولیا وصلحا پر قبے بنانے اُن پر اینٹیں پتھر چننے بچھانے اُن پر کیگل کرنے پر اجماع عملی ہے ہرزمانے میں یوہیں ہوتا آیا ہی تو پھر وہابیہ اس کی منع کرنیوالے

کون اور ان کا احادیث غیر معمولہ سے حجت پکڑنا صریح خطا وجہالت ونادانی۔
اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا بھی مطلقا ممنوع وناجائز نہیں ہے۔ ممنوع تو جب
ہو کہ قبور عوام پر بے غرض وبے فائدہ روشنی کی جائے یا قبروں پر چراغ جلانے
سے تعظیم قبور یا زینت قبور مقصود ہو اور اگر کسی مصلحت اور فائدے کے لیے ہو
تو جائز ومستحسن مثلا قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا مسجد میں قبریں ہوں کہ نمازیوں کو
آرام اور مسجد بھی روشن اور قبروں پر بھی اُجالا۔ یا قبریں سر راہ ہوں کہ چراغ جلانے روشنی
کرنے سے راہ گیروں کو بھی نفع اور اموات کو بھی فائدہ کہ مسلمان قبریں دیکھکر سلام
کریں گے فاتحہ پڑھیں گے یا قبرستان میں کوئی رہتا ہو بیٹھتا ہو زیارت قبور
وایصال ثواب کے لیے آیا ہو روشنی سے آرام پائے گا۔ قرآن عظیم دیکھکر پڑھ
سکے گا یا قبرستان میں کسی ولی اللہ یا محققین علما میں سے کسی کا مزار ہو اور اس کے
آس پاس روشنی ہو تاکہ لوگ کسی ولی اللہ کا مزار جانکر اُس کی عظمت کریں اُسکے
پاس آکر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اُس سے تبرک حاصل کریں اُس کے پاس
کوئی گناہ یا بے ادبی وگستاخی نہ کریں کہ اولیائے کرام کے دربار میں بے ادبی
وگستاخی نہایت شنیع اور گناہ اور زیادہ گناہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ
حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الوالد رحمۃ اللہ علیہ فی شرحہ
علی شرح الدرر من مسائل متفرقۃ اخراج الشموع الی قبور بدعۃ
واتلاف مال کذا فی البزازیۃ اھ وھذا کلہ اذا خلا عن
فائدۃ واما اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان
ھناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین
تعظیما بروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی
الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ تعالیٰ
عندہ فیستجاب لھم فھو امر جائز لا مانع منہ وانما الاعمال
بالنیات پھر فرماتے ہیں قدس سرہ روی ابوداود والترمذی عن

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما از رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج ای یوقدون السرج علے القبور عبثا من غیر فائدۃ کما ذکرنا یعنی قبروں پر چراغ جلانا بدعت اور اسراف مال جب ہی کہ فائدے سے خالی ہو اور جو جائے قبور مسجد یا سر راہ ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی اللہ یا عالم محقق کی قبر ہو اور اس کی روح کی تعظیم کے لیے اور لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے کہ ولی اللہ کی قبر ہے چراغ جلایا گیا ہو تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس آکر دعا کریں کہ قبول ہو تو جائز ہے کوئی ممانعت نہیں ہے کہ مدار اعمال نیت پر ہے اور حدیث ابی داؤد کے یہی معنی ہیں کہ قبروں پر عبث و بے فائدہ چراغ نہ جلائے جائیں۔
الحمد للہ علامہ ممدوح نے وہابیہ کی اس عبارت و حدیث کے جس سے وہ اپنے مدعا پر استدلال لایا کرتے تھے اور مزارات پر روشنی کرنے کو بدعت و ناجائز بتایا کرتے تھے معنی بھی روشن فرما دیے اور صاف تصریح فرما دی کہ حدیث و عبارت بزازیہ میں قبروں پر عبث و بے فائدہ چراغ جلانے کو منع فرمایا گیا ہے نہ کسی غرض و فائدے کے لیے جلانے کو۔ پس اگر کوئی کسی فائدے و غرض نیک کے لیے چراغ جلائے تو جائز ہے۔ پھر فائدے کی متعدد صورتیں بھی تحریر فرما دیں کہ قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا قبریں سر راہ ہوں یا کوئی وہاں بیٹھا ہو یا قبر کسی ولی اللہ کی یا کسی عالم محقق کی ہو تو اُسکی روح پاک کی تعظیم کے لیے اور لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے کہ قبر ولی اللہ کی ہے اسکے پاس چراغ روشن کرنا انمیں جلانا جائز ہے تاکہ لوگ اس سے تبرک حاصل کریں اس کے پاس آکر اللہ سے دعا مانگیں کہ اُن کی دعا قبول ہو کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ یونہیں علما فضلا صلحا اولیائے کرام قدست اسرارہم ونفعنا ببرکاتہم کے مزارات پر چادریں غلاف ڈالنا بھی جائز و روا ہے تاکہ عوام کے قلوب میں ان کی عظمت اور جہال کی نگاہوں میں انکی عزت و وقعت ہو ان کی توہین و تحقیر سے بچیں ان کے حضور ادب و تہذیب نگاہ رکھیں بے ادبی

وگستاخی نہ کریں قبور عامہ کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں اُن کے ساتھ نہ کریں کہ اکابرین واولیاء اللہ کے حضور بے ادبی وگستاخی نہایت مذموم ومقبوح ومکروہ۔ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کشف النور عن اصحاب القبور میں تحریر فرماتے ہیں ان کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لایحتقروا صاحب ھذا القبر الذی وضع علیہ الثیاب والعمائم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرۃ عند الحضور فی التادیب بین یدی اولیاء اللہ تعالیٰ المدفونین فی تلک القبور بما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکۃ عند قبورھم فھو امر جائز لاینبغی النھی عنہ لان الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی یعنی قبور اولیاء اللہ پر اگر اس غرض سے چادریں غلاف وغیرہ کپڑے ڈالے جائیں کہ لوگوں کی نگاہوں میں اُن کی عظمت ہو اور وہ اُس صاحب مزار کی جس پر چادر غلاف ڈالا گیا ہے توہین وتحقیر نہ کریں اور غافل زائروں کے دلوں میں حاضری کے وقت ادب وخشوع پیدا ہو کیونکہ ان کے قلب وقتِ حاضری حضور اولیاء اللہ جو اِن قبروں میں دفن ہیں اور اُن کی روحیں اُن میں حاضر ہیں ادب وتعظیم سے خالی ہونگی تو یہ امر جائز وروا ہے اور اس سے منع کرنا لائق نہیں ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے جو جیسی نیت کریگا ویسا ہی پائیگا رد المحتار کتاب الحظر فصل فی اللبس میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ قائلین کراہۃ ستر قبور کا رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کرہ بعض الفقھاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور ولکن نحن نقول الان اذا قصد بہ التعظم فی عیون العامۃ حتی لایحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فھو جائز لان للاعمال بالنیات وان کان بدعۃ فھو کقولھم بعد الطواف الوداع

یرجع القهقری حتی یخرج من المسجد اجلالا للبیت حتی قال فی منهاج السالکین انه لیس فیه سنة مرویة ولا اثر محکی وقد فعل اصحابنا۔ یعنی بعض فقہانے اولیا و صالحین کی قبروں پر چادر غلاف وغیرہ کپڑے ڈالنا مکروہ لکھا ہی جیسا کہ فتاوی الحجۃ میں ہے کہ قبروں پر کپڑے ڈالنا مکروہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اگر لوگوں کی نگاہوں میں عظمت واقع ہونے اور غافل زائروں کے دلوں میں ادب وخشوع پیدا ہونے کی غرض سے قبروں پر چادر غلاف وغیرہ کپڑے ڈالے جائیں تاکہ صاحب مزار کی تحقیر و توہین سے بچیں تو جائز ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور اگرچہ وہ نئی بات ہے مگر طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے تعظیم مسجد کی غرض سے الٹی پاؤں پھرنے نکلنے کی طرح ہی حتی کہ منہاج السالکین میں کہا ہے کہ رجعت قہقری کے بارے میں نہ کوئی حدیث مروی اور نہ کوئی قول صحابی حکایت کیا گیا ہی اور ہمارے اصحاب اسے کرتے ہیں تفسیر روح البیان اور تحریر المختار حاشیہ رد المختار میں ہے بناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورهم امر جائز اذا کان القصد بذلك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب هذا القبر یعنی لوگوں کی نگاہوں میں عظمت واقع ہونے کی غرض سے قبور علماء و اولیا و صلحاء پر قبہ بنانا چادریں غلاف وغیرہ کپڑے ڈالنا جائز ہے تاکہ لوگ صاحب مزار کی توہین و تحقیر نہ کریں **بالجملہ** ان نصوص ظاہرہ باہرہ اور تصریحات واضحہ لائحہ سے بخوبی روشن کہ مسلمانوں کی قبریں توڑ پھوڑ کر برابر کرنا انپر بے ضرورت چلنا پھرنا لیٹنا بیٹھنا انپر رہنے کے لیے کوئی عمارت بنانا ان سے تکیہ اور ٹیک لگانا ان پر پاخانہ پیشاب پھرنا نجاست ڈالنا باعث ایذا و توہین اموات و قبور مسلمین ہے اور اذیت و اہانت وہتک حرمت اموات مسلمین ناجائز و حرام اور گرد قبور علما و فضلا و اولیا و مشایخ و سادات و صلحا کسی فائدہ کے لیے نیک نیتی سے

قبہ وغیرہ عمارت بنانا چادر غلاف وغیرہ ڈالنا چراغ جلانا جائز ہے نہ قبور عوام پر
اور قبور مسلمین کے آس پاس اور برباد نہ ہونے اور نشان باقی رہنے کی غرض سے
پتھر کے ٹکڑے یا پکی اینٹیں چننا بچھانا اُنھیں گارے مٹی سے لیپنا خراب و خستہ کو
درست کرنا اُنپر کسی پتھر وغیرہ کے ٹکڑے پر نام و تاریخ وفات میت لکھکر نصب کرنا
بضرورت اُنپر سندل گچ کرنا جائز و مباح ہی اور زینت و استحکام کیلیے ممنوع و مکروہ اور بنے
ہوئے قبہ وغیرہ عمارت میں مُردے کو دفن کرنا نہی عن البنا سے خارج ہی بنا علی القبور
کا اطلاق ہی اُسپر صحیح نہیں کہ دراصل وہ اقبار فی البنا ہے نہ بنا علی القبر مراقی الفلاح
میں ہی ویحرم البناء علیہ للزینۃ ویکرہ للاحکام بعد الدفن واما قبل الدفن
فلیس بقبر طحطاوی میں اسکے تحت ہی فلا یکرہ الدفن فی مکان بنی قبلہ یعنی بعد
دفن زینت کی غرض سے قبروں پر عمارت بنانا حرام ہی اور مضبوطی کے لیے مکروہ ہی
اور قبل دفن عمارت بنانا مکروہ نہیں ہی کہ وہ قبر ہی نہیں اور نہ بنی ہوئی عمارت میں دفن
کرنا مکروہ ہی شرنبلالیہ وغنیہ و فتح المعین میں برہان سے منقول یحرم البناء علیہ للزینۃ
ویکرہ للاحکام بعد الدفن فی مکان بنی قبلہ لعدم کونہ قبرا حقیقۃ بدونہا
اھ یعنی بعد دفن قبر پر زینت کے لیے مکان بنانا حرام ہی اور مضبوطی کے لیے مکروہ ہے
نہ دفن کرنا بنے ہوئے مکان میں کہ وہ حقیقت میں قبل دفن قبر ہی نہیں یونہیں پتھر کے
ٹکڑے پکی اینٹیں بلا گچ اور سندلہ کے قبر کے آس پاس اوپر چننا بچھانا نہی عن التجصیص سے
خارج اُسے تجصیص و تقصیص میں داخل ماننا غلطی و نادانی ہی کہ تجصیص و تقصیص کے
معنی کسی شے پر گچ کرنا ہیں جیسے آجکل پلاسٹر اور لیتے ہیں نہ پکی اینٹیں چننا بچھانا قال فی الصراح
تجصیص خانہ بگچ اندود کردن اور جب اُنھیں گچ سے چُنا اور بچھایا نہ گیا اور اُنپر پلاسٹر
نہ کیا گیا تو تجصیص کہاں اور نہی کس سے یہ تو وہابیہ کا خیال خام یا دھوکا دہی عوام ہی کہ قبور
کے آس پاس اوپر صرف پتھر کے ٹکڑے یا پکی اینٹیں چننے بچھانے کو تجصیص میں داخل
کرتے اور ناجائز بتاتے ہیں البتہ قبر کے اندر مُردہ کے متصل آس پاس بلا حائل پکی
اینٹیں لگانا ممنوع ہیں کما مر۔ تو نجدیہ ملاعنہ کا محض اس بنا پر قبور مسلمین کو کھود کر برابر

کرنا اور مزارات صحابہ و تابعین کے قبوں کو توڑ تاڑ کر نیست و نابود کرنا کہ وہ خلافِ شرع تھے اور ازالۂ منکر لازم و واجب شرع مطہر پر سخت جرأت اور اشد حماقت و جہالت اور ان پاک نفوس سے کھلی عداوت ہے کہ شرع میں سوائے زمین مغصوبہ اور مشفوعہ اور موقوفہ بلا شرط واقف کے اور کہیں کی قبریں توڑ پھوڑ کر زمین سے برابر کرنیکا حکم نہیں ہے اور ان مواضع کی قبور توڑنیکا بھی صرف اسوجہ سے حکم ہے کہ بلا استحقاق بنائی گئی ہیں لہذا زمین کے مالک و واقف کو اپنی زمین سے انہیں ہٹانے کھود کر برابر کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے تو انہیں باقی رہنے دے یا برابر کر کے زمین کو اپنے کام میں لائے بلکہ بلا ضرورت شدیدہ بنی ہوئی قبر کو دوسری میت دفن کرنیکے لیے بھی کھودنا اور اسمیں غیر کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ اسکی میّت مٹی ہو گئی ہو کہ حرمت تو باقی ہے ردالمحتار والفتاح میں تاتارخانیہ سے منقول اذا صارت المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ جب میت قبر میں مٹی ہو جائے تو اس میں دوسرے کو دفن کرنا مکروہ ہے بلکہ قبور مسلمین تو درکنار قبور اہل ذمہ کو بھی توڑ پھوڑ کر برابر کرنیکا حکم نہیں ہے اگرچہ کتنی ہی پرانی ہوں طحطاوی میں تاتارخانیہ سے منقول مقابر اھل الذمۃ لا ینبش وان طال الزمن لانھم اتباع المسلمین احیاء وامواتا اہل ذمہ کے مقبرے نہ کھودے جائیں اگرچہ پرانے ایک زمانہ کے ہوں کہ وہ زندگی میں بھی اور بعد موت بھی تابع اہل اسلام ہیں علامہ احمد بن علی بصری فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوہاب میں تحریر فرماتے ہیں ھدم قبور شھداء الصحابۃ المتمکون لاجل البناء علی قبورھم ضلالۃ یعنی شہدائے صحابہ کی قبور کو انپر قبہ وغیرہ بنے ہونیکے باعث توڑنا بہت ضلالت و گمراہی ہے فھذا البناء علی قبور ھؤلاء الشھداء من الصحابۃ لا یخلو اما ان یکون واجبا او جائزا بلا کراھۃ وعلی کل فلا یقدم علی الھدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامہ انتہاک حرمۃ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الواجب علی المسلم محبتہم ووجوب توقیرھم وای توقیر ھم عند من ھدم قبورھم یعنی یہ بنا ان شہدائے صحابہ کی

قبور پر واجب ہوگی یا جائز بلا کراہت ہوگی اور ہر تقدیر پر انھیں نہ توڑیگا مگر بد عقیدہ گمراہ کہ انکے توڑنے میں توہین و ہتک حرمت اصحاب رسول اللہ ہے جنکی محبت و توقیر مسلمانوں پر واجب تھی تو ان کی قبریں توڑنے والے کے نزدیک اُنکی کیا توقیر ہوئی کہ اُنکی قبریں توڑیں ہیں کہتا ہوں کہ جب نجدیہ ملاعنہ کے مورث اعلے ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک قبریں بنانا ناجائز اور وہ حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو معاذ اللہ صنم اکبر بڑا بت کہتا تھا اور اسکے ڈھانیکا قصد رکھتا تھا تو اُسکی ذریت کے نزدیک قبور مسلمین اور مزارات صحابہ و تابعین کی کیا اصل و حقیقت اور جب اُن ملاعنہ نے دیگر مقامات مقدسہ و مزارات متبرکہ توڑ پھوڑ کر برابر کیے تو روضۂ اقدس منہدم کرتے انھیں کیا [illegible] جیسے اور قبور مسلمین شرک و خلاف شرع ہیں اسیطرح وہ بھی خلاف [illegible] قیاس و قابل [illegible] ہو کر وہ ملاعنہ دیگر مزارات و مقامات کی [illegible] اور اُس کی نہ کریں اللہ تعالیٰ ہی انکے مظالم و ضلالت [illegible] مانوں اور [illegible] محبوبوں کے مزاروں کو بچانیوالا اور اُن مقدس مقاموں کو ان ملاعنہ کے ناپاک اقدام سے پاک کرنے والا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

تمت

بالخیر